7

5174CH07

روزگار: نمو، غیر رسمیت کاری اور دیگر امور

اس باب کے مطالعے کے بعد طلبا:

- روزگار سے متعلق کچھ بنیادی تصورات جیسے معاشی سرگرمی، کامگار (ورکر) افرادی قوت (ورکر فورس) اور بے روزگاری کو سمجھیں گے؛
- مختلف شعبوں کی مختلف اقتصادی سرگرمیوں میں مردوں اور عورتوں کی حصہ داری کی نوعیت سمجھیں گے۔
- بے روزگاری کی نوعیت اور حدود سمجھیں گے؛
- مختلف سیکٹروں اور علاقوں میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے حکومت کی جانب سے اٹھائے گئے اقدامات کا جائزہ لیں گے۔

© NCERT not to be republished

مجھے بذات خود مشینری پر اعتراض نہیں ہے بلکہ مشینری کے لیے جو 'خبط' پایا جاتا ہے اس پر اعتراض ہے۔ یہ خبط ان کے بقول مزدور بچانے والی مشینری کا ہے۔ لوگ، مزدوروں کی بچت اس وقت تک کرتے ہیں جب تک ہزاروں بے کار نہ ہو جائیں اور انھیں فاقہ کشی سے مرنے کے لیے کھلی سڑکوں پر چھوڑ دیا جائے...

مہاتما گاندھی

7.1 تعارف

لوگ کئی طرح کے کام کرتے ہیں۔ کچھ کھیتوں پر، فیکٹریوں میں، بینکوں میں، دوکانوں پر اور دیگر کام کرنے کے مقامات پر تاہم کچھ ایسے بھی ہیں جو گھر پر کام کرتے ہیں۔ گھر پر کام کرنے میں نہ صرف روایتی کام جیسے بنائی، فیتہ سازی (Lace making) یا مختلف قسم کی دستکاریاں شامل ہیں بلکہ جدید کام جیسے انفارمیشن ٹکنالوجی میں پروگرامنگ کا کام بھی شامل ہیں۔ پہلے فیکٹری میں کام کرنے کا مطلب شہروں میں واقع فیکٹریوں میں کام کرنا ہوتا تھا۔ جبکہ اب ٹکنالوجی نے لوگوں کو اس لائق بنا دیا ہے کہ وہ فیکٹری میں تیار ہونے والی اشیا گاؤں میں اپنے گھر بیٹھ کر تیار کر سکتے ہیں۔ کووڈ - 19 وبا کے دوران 2020 میں لاکھوں ملازموں نے گھر سے کام کے ذریعہ اپنی مصنوعات اور خدمات فراہم کیں۔

لوگ کام کیوں کرتے ہیں؟ کام بحیثیت ایک فرد اور سماج کے ایک رُکن کے طور پر ہماری زندگیوں میں اہم کردار نبھاتا ہے۔ لوگ گزر بسر کے لیے کام کرتے ہیں۔ کچھ لوگ وراثت میں دولت حاصل کرتے ہیں یا ان کے پاس ہوتا ہے۔ جو انھیں

شکل 7.1 جالندھر، ہندوستان کے گھروں میں بنائے گیے فٹ بال کو ملٹی نیشنل کمپنیاں فروخت کرتی ہیں۔

کام کرنے کے بدلے میں نہیں حاصل ہوتا۔ یہ کسی شخص کو پوری طرح مطمئن نہیں کر سکتا۔ کام میں لگے رہنے کے سبب ہمیں خود قدری یا اپنی قدر و قیمت کا شعور حاصل ہوتا ہے اور ہم کو دوسروں کے ساتھ رابطہ یا تعلق قائم کرنے کے قابل بناتا ہے۔ ہر کام کرنے والا آدمی قومی آمدنی میں سرگرم اشتراک کرتا ہے اور اس لیے مختلف معاشی سرگرمیوں میں مشغول رہ کر ملک کی ترقی میں شریک ہوتا ہے یعنی زندگی گزارنے کے لیے کمائی کا یہی حقیقی مطلب ہے۔ ہم صرف اپنے لیے کام نہیں کرتے؛ بلکہ ہمیں حصولیابی کا احساس ہوتا ہے جب ہم ان لوگوں کی ضروریات پورا

کرتے ہیں جو ہمارے دست نگر ہیں۔ کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے مہاتما گاندھی نے دست کاری سمیت مختلف کاموں کے ذریعہ تعلیم اور تربیت پر زور دیا تھا۔

کام کرنے والے لوگوں کے بارے میں مطالعہ کرنے پر ملک میں روزگار کے معیار اور نوعیت کی بصیرت حاصل ہوتی ہے اور اپنے انسانی وسائل کو سمجھنے اور ان کی منصوبہ بندی میں مدد ملتی ہے۔ یہ مختلف صنعتوں اور سیکٹروں کے قومی آمدنی کے تئیں اشتراک کا تجزیہ کرنے میں بھی ہمارا مددگار ہوتا ہے۔ اس مطالعہ سے ہمیں بہت سے سماجی مسائل، جیسے سماج کے حاشیائی محروم طبقات کے ناجائز استحصال اور بچہ مزدوری وغیرہ پر توجہ دینے میں بھی مدد حاصل ہوتی ہے۔

7.2 کامگار اور روزگار

روزگار کیا ہے؟ کامگار کون ہوتا ہے؟ جب کوئی کسان کھیتوں میں کام کرتا ہے، تب وہ اناج اور صنعتوں کے لیے خام مال پیدا کرتا ہے۔ کپاس ٹکسائل ملوں اور مشینی کرگھے میں کپڑے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ لاریاں ایک جگہ سے دوسری جگہ اشیاء کی نقل و حمل کرتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ایسی تمام حتمی اشیا اور خدمات کی کل زری قدر جو ملک میں سالانہ طور پر پیدا یا تیار ہوتی ہیں انھیں اس سال کی مجموعی گھریلو پیداوار کہا جاتا ہے۔ جب ہم اس پر بھی غور کرتے ہیں کہ ہم اپنی درآمدات کے لیے کیا ادا کرتے ہیں اور اپنی برآمدات سے کیا حاصل کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ یہ ملک کے لیے خالص آمدنی ہے (اگر ہم نے درآمدات کے مقابلے قدر کے لحاظ سے زیادہ برآمدات کی ہیں) تو یہ مثبت ہو سکتی ہے اور اگر قدر طور پر درآمدات زیادہ ہوں تو یہ منفی ہو سکتی ہے یا صفر (اگر برآمدات اور درآمدات ایک ہی حالت کی ہوں) ہو سکتی ہے۔ جب ہم غیر ملکی لین دین سے ہونے والی اس آمدنی کو شامل کرتے ہیں (مثبت یا منفی)، تب ہم جو حاصل کرتے ہیں اسے سال کے لیے مجموعی قومی پیداوار (gross national product) کہا جاتا ہے۔ سرگرمیاں جو مجموعی قومی پیداوار میں اشتراک کرتی ہیں،

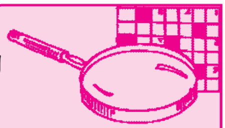

انھیں حل کریں

➢ اپنے گھر یا پڑوس میں آپ نے بہت سی ایسی عورتوں کو دیکھا ہوگا جن کے پاس ٹیکنکل ڈگریاں اور ڈپلوما ہوتا ہے اور ان کے پاس کام پر جانے کا وقت بھی ہوتا ہے لیکن وہ کام پر نہیں جاتیں۔ ان سے کام پر نہ جانے کا سبب پوچھیں۔ ان سب کی فہرست بنائیں اور کلاس روم میں بحث کریں کہ آیا انھیں کام پر جانا چاہیے۔ کیوں اور کس طرح انھیں کام پر بھیجا جانا چاہیے۔ کچھ سماجی سائنس دانوں کی دلیل ہے کہ وہ گھریلو عورتیں جو گھر پر بغیر کوئی اجرت حاصل کیے کام کرتی ہیں ان کو بھی مجموعی قومی پیداوار میں اشتراک کے طور پر مانا جانا چاہیے اور اس لیے معاشی سرگرمی میں انھیں شامل کرنا چاہیے۔

© NCERT not to be republished

انھیں معاشی سرگرمیاں کہا جاتا ہے۔ وہ سبھی لوگ جو معاشی سرگرمیوں میں مشغول تمام لوگ خواہ کسی بھی حیثیت میں زیادہ خواہ یا کم کامگار کہلاتے ہیں۔حتیٰ کہ اگر ان میں سے بعض بیماری، چوٹ یا دیگر جسمانی معذوری، خراب موسم، تیوہاروں، سماجی یا مذہبی تقریبات کی بنا پر غیر حاضر ہوتے ہیں وہ بھی کامگار ہوتے ہیں۔کامگاروں میں وہ تمام لوگ بھی شامل ہیں جوان سرگرمیوں میں بڑے یا اصل کامگاروں کی مدد کرتے ہیں۔ہم عام طور پر صرف ان لوگوں کے بارے میں سوچتے ہیں جنھیں آجر تنخواہ یا اجرت کے طور پر دیتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ جو لوگ خود روزگار میں لگے ہوتے ہیں، وہ بھی کامگار ہیں۔

ہندوستان میں روزگار کی نوعیت کثیر رخی (Multi-faceted) ہے۔ کچھ کو پورے سال روزگار ملتا ہے، کچھ دوسرے لوگ سال میں چند مہینوں کے لیے روزگار میں لگتے ہیں۔ بہت سے کامگاروں اپنے کام کے لیے مناسب اجرت نہیں ملتی۔ ورکرس کی تعداد کا تخمینہ لگاتے وقت وہ سبھی لوگ جو معاشی سرگرمیوں میں شامل ہیں برسر روزگار کے طور پر شامل کئے جاتے ہیں۔مختلف سرگرمیوں میں عملی طور پر شامل وہ سبھی لوگوں کی تعداد جاننے میں آپ کی دلچسپی ہوگی۔ 2017-18 میں ہندوستان کے پاس تقریباً 471 ملین مضبوط افرادی قوت (ورک فورس) تھا۔ چوں کہ کامگاروں کی اکثریت دیہی علاقوں میں رہتی ہے اس لیے وہاں افرادی قوت کا تناسب بھی زیاہ ہے۔ 471 ملین افرادی قوت کا دو تہائی حصہ دیہی کامگاروں پر مشتمل ہے۔ہندوستان میں افرادی قوت کی اکثریت مردوں پر مشتمل تھی۔تقریباً 77 فی صد کامگار مرد ہیں اور باقی عورتیں ہیں(مردوں اور عورتوں میں متعلقہ جنس کے بچہ مزدور شامل ہیں)۔دیہات میں خواتین افرادی قوت کا ایک چوتھائی حصہ اور شہری علاقوں میں افرادی قوت کا محض پانچواں حصہ ہیں۔عورتیں کھانا پکانے، پانی لانے اور ایندھن لکڑی چننے اور کھیتی کے کام میں حصہ لیتی ہیں۔انھیں کبھی کبھار کچھ بھی نہیں حاصل ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ ان عورتوں کو ورکرس کے زمرے میں نہیں رکھا جاسکتا۔ ماہرین معاشیات کی دلیل ہے کہ ان عورتوں کو بھی ورکرس سمجھنا اور کہا جانا چاہئے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

7.3 روزگار میں لوگوں کی شرکت

کامگار آبادی کا تناسب ایک اشاریہ ہے جو کہ ملک میں روزگار کی صورتحال کا تجزیہ کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔یہ نسبت (Ratio) ملک میں اشیا اور خدمات کی پیداوار میں سرگرم اشتراک کے تناسب کو جاننے کے لئے مفید ہوتا ہے۔نسبت اگر زیادہ ہے تب اس کا مطلب ہے کہ لوگوں کی مشغولیت زیادہ ہے، اگر ملک کے لیے نسبت اوسط یا کم ہے تب اس کا مطلب ہے کہ اس کی آبادی کا بہت زیادہ تناسب سیدے طور پر معاشی سرگرمیوں میں شامل نہیں ہے۔

جدول 7.1

ہندوستان میں کامگار آبادی کا تناسب، 2011-2012

جنس	ورکر آبادی کا تناسب		
	کل	دیہی	شہری
مرد	52.1	51.7	53.0
عورتیں	16.5	17.5	14.2
کل	34.7	35.0	33.9

© NCERT not to be republished

’آبادی‘ کی اصطلاح کے مطلب کے بارے میں نچلی کلاسوں میں آپ نے پہلے ہی پڑھا ہوگا۔ آبادی کی تعریف لوگوں کی کل تعداد کے طور پر کی جاتی ہے جو ایک مخصوص عرصے میں ایک مخصوص مقام میں رہتے ہیں۔ اگر آپ ہندوستان میں کامگار-آبادی کا تناسب جاننا چاہتے ہیں تب آپ ہندوستان کے کامگاروں کی کل تعداد کو ہندوستان کی آبادی سے تقسیم کریں، اور اسے 100 سے ضرب کریں۔ آپ ہندوستان میں ورکر-آبادی کا تناسب حاصل کر لیں گے۔

آپ جدول 7.1 پر نگاہ ڈالیں یہ معاشی سرگرمیوں میں لوگوں کی شرکت کی مختلف سطحیں دکھاتا ہے ہندوستان میں ہر 100 افراد میں تقریباً 35 (34.7 کو سالم عدد بنانے کے ذریعہ) کامگار ہیں۔ شہری علاقوں میں یہ تناسب تقریباً 34 ہے جبکہ دیہی ہندوستان میں یہ نسبت تقریباً 35 فی صد ہے۔ اس طرح کا فرق کیوں ہے؟ دیہی علاقوں میں لوگوں کے پاس اونچی آمدنی کمانے کے لیے محدود وسائل ہیں اور وہ روزگار بازار میں زیادہ شریک ہوتے ہیں۔ بہت سے اسکول، کالج اور دیگر تربیتی اداروں میں نہیں جاتے۔ اگر کچھ جاتے بھی ہیں تو وہ بیچ ہی میں ورک فورس میں شامل ہونے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں جبکہ شہری علاقوں میں ایک خاصہ طبقہ مختلف تعلیمی اداروں میں مطالعہ کرنے کا اہل ہے۔ شہری لوگوں کے پاس مختلف قسم کے روزگار کے مواقع ہوتے ہیں۔ وہ مناسب کام تلاش کرتے ہیں جو ان کی اہلیتوں اور مہارتوں کے لحاظ سے موزوں ہوں۔ دیہی علاقوں میں لوگ گھر پر نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ ان کی معاشی حالت ایسی نہیں ہوتی کہ وہ ایسا کر سکیں۔

انھیں حل کریں

- روزگار کا کوئی مطالعہ کامگار-آبادی کے تناسب کے جائزے کے ساتھ شروع ہونا چاہیے۔ کیوں؟
- کچھ طبقوں میں آپ نے غور کیا ہوگا کہ اگرچہ مرد بڑی آمدنی نہیں کماتے پھر بھی وہ عورتوں کو کام پر نہیں بھیجتے۔ کیوں؟

عورتوں کے مقابلے زیادہ مرد کام کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ شہری علاقوں میں یہ شرح بہت زیادہ ہے: ہر 100 شہری عورتوں میں صرف تقریباً 14 ہی بعض معاشی سرگرمیوں میں مشغول ہوتی ہیں۔ دیہی علاقوں میں ہر 100 دیہی عورتوں میں تقریباً 18 روزگار بازار میں شریک ہوتی ہیں۔ بالعموم عورتیں اور خاص طور پر شہری عورتیں کیوں کام نہیں کر رہی ہیں؟ عام طور پر پایا جاتا ہے کہ جہاں مرد اونچی آمدنی کماتے ہیں وہاں خاندان والے ملازمت کرنے کے لئے عورتوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

جیسے کہ ذکر کیا جا چکا ہے اس موضوع پر بات کریں، گھروں کی بہت سی سرگرمیاں جن میں عورتیں مشغول ہوتی ہیں، انھیں پیداواری کام کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا۔ کام کی اس محدود تعریف کا مطلب ہے کہ عورتوں کے کام کو مانا نہیں جاتا ہے اور اس لئے ملک میں کام کرنے والی خواتین کی تعداد کا کم تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ ان عورتوں کے بارے میں سوچیئے جو گھر اور خاندان کے کھیتوں میں بہت سی سرگرمیوں میں سرگرم طور پر مصروف ہیں اور

© NCERT not to be republished

جنھیں ایسے کاموں کے لیے کوئی پیسہ بھی نہیں ملتا۔ چونکہ وہ یقینی طور پر گھر اور کھیتوں کی دیکھ بھال میں حصہ لیتی ہیں تو اس صورت میں کیا آپ سوچتے ہیں کہ ان کی تعداد کو خواتین ورکرس کی تعداد میں شامل کیا جانا چاہیے؟

7.4 خودروزگار اور اجرت پر کام کرنے والے کامگار

کامگار-آبادی کا تناسب سماج میں کامگاروں کی حیثیت یا کام کرنے کے حالات کے بارے میں کچھ معلومات مہیا کرتا ہے؟ ان کی حیثیت کو جاننے سے کہ کون ساتھی کس کاروباری ادارے میں رکھا گیا ہے، ملک میں روزگار کے معیار کا ایک پہلو جاننا ممکن ہوسکتا ہے اس میں کام کرنے والوں کی اپنے کام سے وابستگی اور انٹر پرائز میں اور دیگر ساتھی کامگاروں پر ان کے اختیار کے بارے میں جاننا بھی ممکن ہوتا ہے۔

آیئے تعمیراتی صنعت سے تین قسم کے لوگوں کا معاملہ لیجیے۔ سیمنٹ کی دوکان کا مالک، ایک تعمیراتی مزدور اور تعمیراتی کمپنی کا انجینئر۔ چونکہ ان میں سے ہر ایک کی حیثیت ایک دوسرے سے مختلف ہے اس لیے انھیں مختلف نام دیا جاتا ہے۔ ورکرس جو اپنی روزی کمانے کے لیے کسی کاروباری ادارے کے مالک ہوتے ہیں اور اسے خود چلاتے ہیں انھیں **خودروزگار** کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس طرح سیمنٹ کی دوکان کا مالک خود روزگار ہے۔ ہندوستان میں افرادی قوت کا تقریباً نصف حصہ اسی زمرے سے تعلق رکھتی ہے تعمیراتی ورکرس کو **جزوقتی اجرتی مزدور** کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ان کا حصہ ہندوستان کی ورک فورس کا 34 فی صد ہے۔ ایسے مزدور اتفاقی یا عارضی طور پر دوسروں کے کھیتوں میں کام کرتے ہیں اور کام کے بدلے معاوضہ حاصل کرتے ہیں۔ تعمیراتی کمپنی میں کام کرنے والے سول انجینئر کی طرح کے کامگار ہندوستان کی ورک فورس کا تقریبا 16 فی صد ہیں۔ جب کوئی ورکر کسی شخص یا کسی کاروباری ادارے کے یہاں ملازم ہوجاتا ہے اور اسے باضابطہ بنیاد پر اجرت بھی ادا کی جاتی ہے

شکل **7.2** اتفاقی کام کی شکل میں اینٹیں بنانے کا کام

© NCERT not to be republished

چارٹ 7.1 : جنس کے لحاظ سے روزگار کی تقسیم

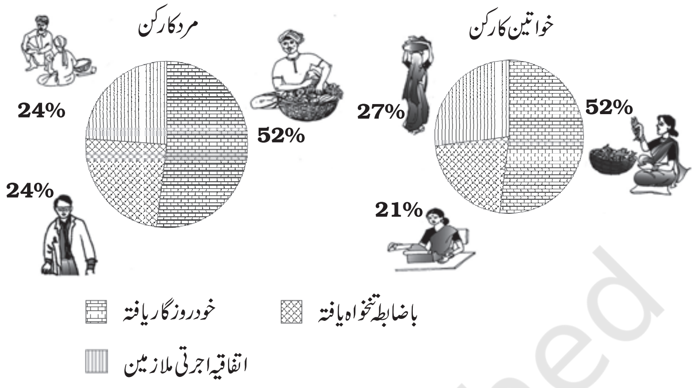

تب ایسے کامگاروں کو **باضابطہ تنخواہ یافتہ ملازمین** کہا جاتا ہے۔

چارٹ 7.1 پر نظر ڈالیں تو آپ غور کریں گے کہ خود روزگاری مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ذریعہ معاش کا ایک بڑا وسیلہ ہے کیونکہ اس زمرے کے تحت دونوں ڈائیگراموں میں ورک فورس کے 50 فی صد سے زیادہ لوگ آتے ہیں۔ اتفاقی اجرتی کام مردوں اور عورتوں کے لیے دوسرا بڑا وسیلہ ہے لیکن عورتیں اتفاقی اجرتی کام میں زیادہ (37 فی صد) لگی ہوتی ہیں۔ جہاں تک باضابطہ تنخواہ یافتہ روزگار کی بات ہے، اس میں مرد بہت زیادہ تناسب میں پائے جاتے ہیں۔ وہ 23 فی صد کی تشکیل کرتے ہیں جبکہ عورتیں صرف 21 فی صد ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان تناسب کا فرق بہت کم ہے۔

جب ہم چارٹ 7.2 میں دیہی اور شہری علاقوں میں ورک فورس کی تقسیم کا موازنہ کرتے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ خودروزگار اور اتفاقی اجرتی مزدور شہری علاقوں کے مقابلے دیہی علاقوں میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ شہری علاقوں میں خود روزگار اور باضابطہ اجرت یا تنخواہ یافتہ کام زیادہ ہیں۔ دیہی علاقوں میں خود روزگار اور باضابطہ اجرتی کام زیادہ ہیں۔ دیہی

چارٹ 7.2: علاقے کے اعتبار سے روزگار کی تقسیم

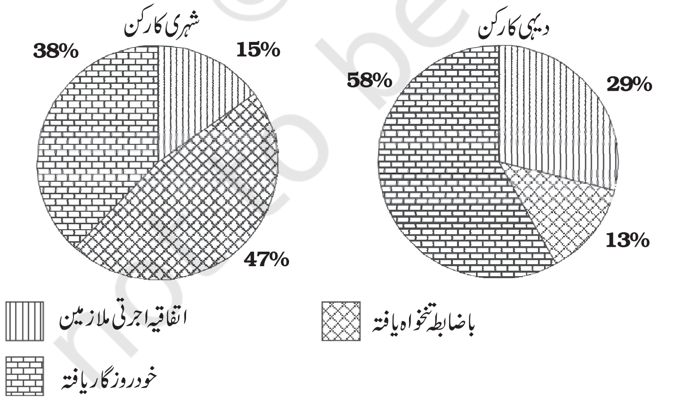

© NCERT not to be republished

ہیں۔ دیہی علاقوں میں چونکہ اکثریت کاشتکاری پر انحصار کرتی ہے، زمین کے ان کے اپنے پلاٹ ہوتے ہیں اور وہ آزادانہ طور پر کاشتکاری کرتے ہیں، لہٰذا خود روزگار لوگوں کا حصہ زیادہ ہے۔

شہری علاقوں میں کام کی نوعیت مختلف ہے۔ ظاہر ہے ہر شخص فیکٹریاں، دوکانیں اور مختلف قسم کے دفتر نہیں چلاسکتا۔ مزید برآں شہری علاقوں میں کاروباری اداروں کو باضابطہ بنیاد پر کامگاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔

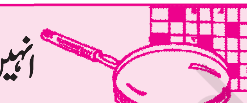

انہیں حل کریں

- عام طور پر ہم سوچتے ہیں کہ صرف وہ لوگ جو باضابطہ طور پر یا اتفاقی طور پر تنخواہ یا اجرت والے کام کر رہے ہیں جیسے زرعی مزدور، فیکٹری ورکرس، جو بینکوں اور دیگر دفتروں میں اسسٹنٹ، کلرک کے طور پر کام کرنے والے کامگار ہیں۔ درج بالا بحث سے آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ خود روزگار لوگ جیسے گلی گلی سبزی بیچنے والے، پیشہ ور لوگ جیسے وکیل، ڈاکٹر اور انجینئر بھی کامگار ہیں۔ ذیل میں خود روزگار یافتہ، باضابطہ تنخواہ یافتہ، اور اتفاقی اجرتی مزدوروں کے سامنے علی الترتیب (a)، (b) اور (c) تحریر کریں۔
  1. کسی سیلون کا مالک
  2. چاول کے مل میں ورکر جسے یومیہ بنیاد پر اجرت دی جاتی ہے لیکن باقاعدہ روزگار یافتہ ہوتا ہے
  3. اسٹیٹ بینک آف انڈیا میں خزانچی یا کیشیر
  4. یومیہ اجرت پر ریاستی حکومت کے دفتر میں ٹائپسٹ کے طور پر کام کرنے والا جسے ادائیگی ماہانہ کی جاتی ہے
  5. ایک ہینڈ لوم بنکر
  6. تھوک سبزی کی دوکان میں لدائی کرنے والا مزدور۔
  7. ٹھنڈے مشروب کی دوکان کا مالک جو پیپسی، کوکا کولا اور میرنڈا فروخت کرتا ہے۔
  8. پرائیویٹ اسپتال میں نرس جو ماہانہ تنخواہ حاصل کرتی ہے اور پچھلے 5 سالوں سے باضابطہ طور پر کام کرتی آرہی ہے۔
- ماہرین معاشیات بتاتے ہیں کہ اتفاقی اجرتی مزدور ان تینوں زمروں میں زیادہ پریشان حال ہیں۔ کیا آپ ان ورکروں کے بارے میں پتہ کرسکتے ہیں کہ یہ ورکرس کون ہیں اور عام طور پر کہاں کام کرتے ہیں اور کیوں؟
- کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ خود روزگار لوگ اتفاقی اجرتی مزدوری یا باقاعدہ تنخواہ یافتہ ملازمین سے زیادہ کماتے ہیں، روزگار کے معیار کے کچھ دیگر اشاریوں کی شناخت کیجیے۔

© NCERT not to be republished

7.5 فرموں، فیکٹریوں اور دفتروں میں روزگار

شکل 7.3 کپڑوں کے ورکرس: فیکٹری میں عورتوں کے لیے ابھرتے روزگار

کسی ملک کی معاشی ترقی کے دوران مزدور زراعت اور دیگر متعلقہ سرگرمیوں سے صنعت اور خدمات کی طرف منتقل ہونے لگتے ہیں۔ اس عمل میں ورکرس دیہی علاقے سے شہری علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔ بالآخر، بہت بعد کے مرحلے میں صنعتی سیکٹر کل روزگار میں اپنا حصہ کھونا شروع کرتا ہے کیونکہ خدماتی سیکٹر ایک تیز ترین پھیلاؤ کے دور میں داخل ہوتا ہے۔ اس منتقلی کو صنعت کے ذریعہ ورکرس کی تقسیم پر نظر ڈالنے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ عام طور پر ہم تمام معاشی سرگرمیوں کو آٹھ مختلف صنعتی شاخوں میں تقسیم کرتے ہیں، یہ ہیں۔ (i) زراعت (ii) کان کنی اور پتھر کی کھدائی (iii) صنعتکاری (iv) بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی (v) تعمیرات (vi) تجارت (vii) نقل وحمل اور اسٹوریج (viii) اور خدمات آسانی کی خاطر ان شاخوں میں مشغول سبھی مزدوروں کو تین بڑے سیکٹروں میں یکجا کیا جا سکتا ہے۔ یعنی (a) بنیادی سیکٹر جس میں (i) اور (ii) شامل ہوتے ہیں۔ (b) ثانوی سیکٹروں جس میں (iii)، (iv) اور (v) شامل ہوتے ہیں اور (C) خدماتی سیکٹر جس میں (vi)، (vii) اور (viii) شامل کیا جا سکتا ہے۔ پچھلے صفحہ پر دیا گیا

جدول 7.2

صنعت کے ذریعہ ورک فورس کی تقسیم 2017-18 (فی صد میں)

صنعتی زمرہ	رہائش کی جگہ		جنس		کل
	دیہی	شہری	مرد	عورت	
ابتدائی سیکٹر	59.8	6.6	40.7	57.2	44.6
ثانوی سیکٹر	20.4	34.3	26.4	17.7	24.4
ثلاثی۔خدماتی سیکٹر	19.8	59.2	32.8	25.2	31.0

© NCERT not to be republished

انہیں حل کریں

➤ سبھی اخباروں میں ملازمتوں کے مواقع کے لئے ایک الگ حصہ ہوتا ہے۔ کچھ اخبار روزانہ یا ہر ہفتے ایک پورا ضمیمہ نکالتے ہیں جیسے ''دی ہندو'' میں **Opportunities** اور ٹائمز آف انڈیا میں **Ascent** بہت سی کمپنیاں مختلف عہدوں کے لئے خالی جگہوں کی تشہیر کرتی ہیں، ان سیکشنوں کو کاٹیے۔ ایک جدول تیار کیجئے جو چار کالموں پر مشتمل ہو۔ آیا کمپنی پرائیویٹ ہے یا پبلک، عہدوں کا نام، عہدے کی تعداد، سیکٹر ابتدائی، ثانوی یا ثلاثی اور مطلوبہ اہلیتیں۔ اخباروں میں تشہیر کی گئی ملازمتوں کے بارے میں اس جدول کا کلاس روم میں تجزیہ کیجئے۔

جدول 7.2 سال 12-2011 کے دوران مختلف صنعتوں میں کام کرنے والے افراد کی تقسیم دکھاتا ہے۔

پرائمری یا ابتدائی سیکٹر ہندستان میں کامگاروں کی اکثریت کے لیے روزگار کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ ثانوی سیکٹر افرادی قوت کے تقریباً 24 فی صد کو روزگار فراہم کرتا ہے۔ تقریباً 31 فی صد ورکرس خدماتی سیکٹر میں ہیں۔ جدول 7.2 یہ بھی دکھاتا ہے کہ دیہی ہندوستان میں کامگار قوت کے 60 فی صد سے زیادہ لوگ زراعت، فارسٹری اور مچھلی پالن پر انحصار کرتے ہیں، دیہی ورکروں کا تقریباً 20 فی صد مصنوعاتی صنعتوں، تعمیرات اور دیگر شاخوں میں لگا ہوا ہے۔ خدماتی سیکٹر دیہی ورکروں کے تقریباً 20 فی صد کو روزگار فراہم کرتا ہے۔ شہری علاقوں میں زراعت اور کان کنی ایک بڑا وسیلہ نہیں ہے جہاں لوگ زیادہ تر خدماتی سیکٹر میں لگے ہوتے ہیں۔ شہری ورکروں کا تقریباً 60 فی صد خدماتی سیکٹر میں ہے۔ ثانوی سیکٹر شہری ورک فورس کا تقریباً ایک تہائی روزگار فراہم کرتا ہے۔

اگر چہ مرد اور خواتین ورکرس دونوں ابتدائی سیکٹر میں مرتکز ہیں لیکن خواتین ورکرس کا ارتکاز یہاں بہت زیادہ ہے۔ خواتین ورک فورس کا 63 فی صد حصہ ابتدائی سیکٹر میں لگا ہوا ہے جبکہ مرد ورکرس کا نصف سے کم حصہ اس سیکٹر میں کام کرتا ہے۔ مرد ثانوی اور خدماتی سیکٹر دونوں میں مواقع حاصل کرتے ہیں۔

7.6 روزگار کی نمو اور بدلتی ساخت

باب 2 اور 3 میں آپ نے منصوبہ بندی حکمت عملیوں کے ضمن میں تفصیلی مطالعہ کیا ہوگا۔ یہاں ہم دو ترقیاتی اشاریوں روزگار کی نمو اور GDP پر نظر ڈالیں گے۔ منصوبہ بند ترقی کے تقریباً 70 سالوں کا ہدف قومی پیداوار اور روزگار میں اضافہ کے ذریعہ معیشت کی توسیع رہا ہے۔

1950-2010 کی مدت کے دوران، ہندوستان کی مجموعی گھریلو پیداوار (GDP) مثبت انداز سے بڑھی ہے اور روزگار نمو کے مقابلے زیادہ تھا۔ تاہم GDP کی نمو میں ہمیشہ اتار چڑھاؤ رہا۔ اسی مدت کے دوران روزگار تقریباً 2 فی صد کی مستحکم شرح کے ساتھ بڑھا ہے۔

چارٹ 7.3، 1990 کے عشرے کے آخر میں ایک دیگر

© NCERT not to be republished

حوصلہ شکن واقعہ کا اظہار بھی کرتا ہے۔ روزگار کی نمو کم ہونی شروع ہوگئی اور نمو اس سطح پر پہنچ گئی جس پر وہ ہندوستان میں منصوبہ بندی کے ابتدائی مراحل میں تھی۔ ان سالوں کے دوران ہم GDP اور روزگار کے نمو کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج یا فرق دیکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستانی معیشت میں بغیر روزگار کی تخلیق کے ہم زیادہ اشیاء اور خدمات تیار کرنے کے اہل ہوئے ہیں۔ دانشور اس مظہر کو روزگار کے بغیر نمو قرار دیتے ہیں۔

ابھی تک ہم نے دیکھا کہ روزگار GDP کے مقابلے کس طرح بڑھا ہے۔ اب یہ جاننا ضروری ہے کہ روزگار کا انداز نمو اور GDP کسی طرح افرادی قوت کے مختلف پہلوؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس سے ہم یہ سمجھنے کے اہل ہونگے کہ ہمارے ملک میں روزگار کی کون سی قسم تخلیق کی جا رہی ہے۔

آیئے ہم ان دو اشاریوں پر نظر ڈالیں جو ہم پچھلے سیکشنوں میں مختلف صنعتوں میں لوگوں کے روزگار اور ان کی حیثیت میں دیکھ چکے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان ایک زرعی ملک ہے، آبادی کا ایک بڑا طبقہ دیہی علاقوں میں رہتا ہے اور خاص ذریعہ معاش کے طور پر زراعت پر منحصر ہوتا ہے۔ متعدد ملکوں بشمول ہندوستان ترقیاتی حکمت عملیوں کا مقصد زراعت پر لوگوں کے انحصار کے تناسب کو گھٹانا ہے۔

صنعتی سیکٹروں کے ذریعہ افرادی قوت کی تقسیم بڑی حد تک کاشتکاری کے کام سے غیر کاشتکاری کام کی طرف منتقلی دکھاتی ہے (دیکھیں جدول 7.3) 1972-73 میں تقریباً 74 فی صد لوگ ابتدائی سیکٹر میں لگے ہوئے تھے اور 2011-12 میں یہ

چارٹ 7.3 : روزگار کا نمو اور مجموعی گھریلو پیداوار 1951-2012 (فی صد)*

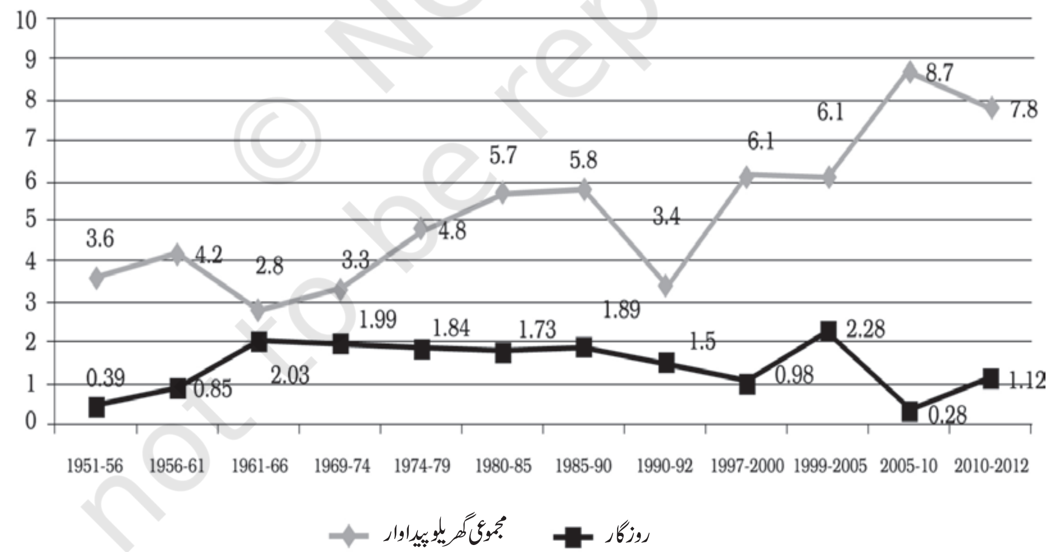

* یہ وہ سال ہے جس کے لیے 2010-12 تک کے موازناتی اور مستند اعداد و شمار

© NCERT not to be republished

جدول 7.3

روزگار کے طرز میں رجحانات (حلقہ وار اور حیثیت کے اعتبار سے)، 1972-2012 (فی صد میں)

مد	1972-73	1983	1993-94	2011-12	2017-18
حلقہ					
ابتدائی	74.3	68.6	64	48.9	44.6
ثانوی	10.9	11.5	16	24.3	24.4
خدمات	14.8	16.9	20	26.8	31.0
کل	**100.0**	**100.0**	**100.0**	**100.0**	**100.0**
حیثیت					
خود روزگار یافتہ	61.4	57.3	54.6	52.0	52.2
باضابطہ تنخواہ یافتہ ملازمین	15.4	13.8	13.6	18.0	22.8
اتفاقیہ اجرتی مزدور	23.2	28.9	31.8	30.0	25.0
کل	**100.0**	**100.0**	**100.0**	**100.0**	**100.0**

تناسب گھٹ کر 50 فی صد ہو گیا۔ ثانوی خدماتی سیکٹر ہندوستانی کامگاروں کا امید افزا مستقبل ظاہر کرتا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان سیکٹروں کے حصے 11 تا 24 فی صد اور 15 تا 27 فی صد علی الترتیب بڑھے ہیں۔

مختلف حیثیتوں میں ورک فورس کی تقسیم نشان دہی کرتی ہے کہ پچھلے پانچ دہوں (1972-2018) کے دوران لوگ خود

انہیں حل کریں

- کیا آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان جیسے ملک کے لئے 2 فی صد پر روزگار نمو کو برقرار رکھنا آسان بات نہیں ہے؟ کیوں؟
- اگر معیشت میں اضافی روزگار تشکیل نہیں پاتا ہے اگرچہ ہم معیشت میں اشیاء اور خدمات تیار کرنے کے اہل ہیں تب اس صورت میں کیا واقع ہوگا؟ بغیر روزگار کے نمو کس طرح واقع ہو سکے گی؟
- ماہرین معاشیات کہتے ہیں کہ جز وقتی روزگار کو بڑھانے سے لوگوں کی کمائی میں اضافہ ہوتا ہے، تب اس طرح کے مظہر کی پذیرائی کی جانی چاہیے۔ مان لیجئے ایک حاشیائی کسان کل وقتی زرعی مزدور بن جاتا ہے۔ تب آپ کے خیال میں وہ تب بھی خوش ہوگا جب وہ اپنے یومیہ اجرتی کام میں زیادہ کماتا ہے یا کسی دوا سازی کی صنعت کا مستقل اور باضابطہ کارکن ہو کر خوش ہوگا اگر وہ یومیہ اجرتی مزدور بن جاتا ہے اس صورت میں اس کی مجموعی کمائی بڑھ جاتی ہے؟ کلاس روم میں بحث کیجئے۔

© NCERT not to be republished

روزگار اور باضابطہ تنخواہ یافتہ روزگار سے اتفاقی اجرتی کام کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔ پھر بھی، خود روزگار اب بھی روزگار فراہم کرنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ جدول 7.3 کو دیکھیے 18-2012 کے دوران ثانوی سیکٹر میں پائیداری ہے اور خود روزگار میں درمیانی اضافہ کیا ظاہر کرتا ہے۔ کلاس روم میں گفتگو کیجیے۔ دانشور خود روزگاری اور باضابطہ تنخواہ یافتہ روزگار سے جزوقتی اجرتی کام، 94-1972 کے دوران کی طرف منتقلی کے عمل کو **ورک فورس کو جزوقتی** بنانا کہتے ہیں۔ اس سے ورکرس کے لئے انتہائی غیر یقینی صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ کیسے؟ پچھلے سیکشن میں احمد آباد کا کیس مطالعہ دیکھیں۔ آپ نے مستقل تنخواہ پانے والے ملازموں کے حصے میں معمولی اضافے پر غور کیا ہوگا۔ آپ اس تصور کی وضاحت کس طرح کریں گے؟

7.7 ہندوستانی ورک فورس کی غیر رسمیت کاری

پچھلے سیکشن میں ہم نے پایا ہے کہ دوسروں کے لیے اجرت لے کر کام کرنے والے لوگوں کا تناسب بڑھ رہا ہے۔ ہندوستان میں آزادی کے وقت سے ترقیاتی منصوبہ بندی کے مقاصد میں سے ایک، اپنے لوگوں کو بہتر ذریعہ معاش فراہم کرنا رہا ہے۔ یہ تصور کیا گیا ہے کہ صنعت کاری کی حکمت عملی بہتر معیار زندگی کے ساتھ زراعت سے زائد ورکرس کو صنعت کی طرف منتقل کرنا ہے جیسا کہ ترقی یافتہ ملکوں میں ہوتا ہے۔ ہم نے پچھلے سیکشن میں دیکھا کہ منصوبہ بند ترقی کے 70 سالوں کے بعد بھی ہندوستانی افرادی قوت کا نصف سے زیادہ حصہ ذریعہ معاش کے ایک بڑے وسیلے کے طور پر کاشتکاری پر انحصار کرتا ہے۔

ماہرین معاشیات دلیل دیتے ہیں کہ سالوں کے دوران روزگار کا معیار ابتر ہوا ہے 20-10 سالوں سے زیادہ کام کرنے کے بعد بعض کامگار زچگی سے متعلق فوائد، پرووِیڈنٹ فنڈ، گریچیوٹی (gratuity) اور پنشن کیوں حاصل نہیں کر پاتے؟ پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرنے والا فرد سرکاری سیکٹر میں اسی کے کام کو کرنے والے دیگر فرد کے مقابلے کم تر تنخواہ پاتا ہے۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہندوستانی افرادی قوت کا ایک چھوٹا طبقہ باضابطہ آمدنی حاصل کر رہا ہے۔ حکومت اپنے **لیبر قوانین** کے ذریعہ ان کا مختلف ذرائع سے تحفظ کر رہی ہے۔ ورک فورس کا یہ طبقہ **ٹریڈ یونینوں** کی شکل میں آجروں سے بہتر اجرتوں اور دیگر **سماجی تحفظ** کے اقدامات کے لیے معاملات طے کرتا ہے۔ یہ کون

باکس 7.1 : رسمی سیکٹر روزگار

رسمی سیکٹر میں روزگار سے متعلق معلومات ملک کے مختلف حصوں میں واقع روزگار دفتروں کے ذریعے مرکزی وزارت میں جمع کی جاتی ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں رسمی سیکٹر میں سب سے بڑا آجر کون ہے؟ 2012 میں تقریباً 30 ملین رسمی سیکٹر ورکروں میں تقریباً 18 ملین ورکرس سرکاری سیکٹر میں ملازمت کر رہے تھے۔ یہاں بھی مردوں کی اکثریت ہے کیونکہ عورتیں رسمی سیکٹر ورک فورس کا محض چھوٹا سا حصہ ہیں۔ ماہرین معاشیات بتاتے ہیں کہ اصلاحی عمل جو 1990 کے دہے کی ابتدا میں شروع کیے گیے تھے ان کی وجہ رسمی سیکٹر میں کام کر رہے کامگاروں کی تعداد میں کمی پیدا ہوئی ہے آپ کا کیا خیال ہے؟

شکل 7.4 سڑک کے کنارے خردہ فروش غیر رسمی سیکٹر میں روزگار کی بڑھتی قسم

لوگ ہیں؟ یہ جاننے کے لیے ہم افرادی قوت کو دو زمروں میں درجہ بند کرتے ہیں: ورکرس جو رسمی سیکٹر میں ہیں اور وہ جو غیر رسمی سیکٹر میں ہیں۔ ان کو منظّم اور غیر منظّم سیکٹروں کے طور پر بھی منسوب کیا جاتا ہے۔ سبھی پبلک سیکٹر ادارے اور نجی سیکٹر ادارے جو 10 یا اس سے زیادہ بھرتی کامگاروں کو ملازمت پر رکھتے ہیں انہیں رسمی سیکٹر کی تنصیبات کہا جاتا ہے اور جو اس طرح کے اداروں میں کام کرتے ہیں انہیں رسمی سیکٹر ورکرس کہا جاتا ہے۔ دیگر تمام ادارے اور یہاں کام کرنے والے لوگ غیر رسمی سیکٹر کی تشکیل کرتے ہیں۔ اس طرح غیر رسمی سیکٹر میں لاکھوں کسان، زرعی مزدور چھوٹے کاروباری اداروں کے مالکان اور ان اداروں میں کام کرنے والے لوگ اور خود روزگار یافتہ

چارٹ 7.4 رسمی اور غیر رسمی سیکٹر میں ورکرس، 2011

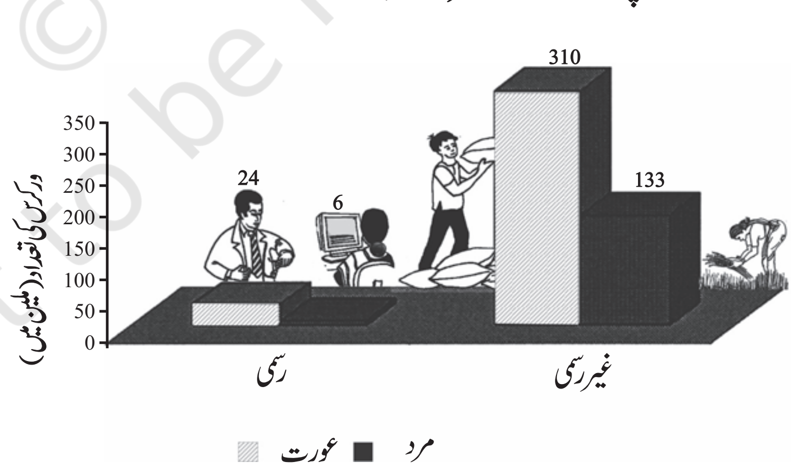

باکس 7.2:   احمد آباد میں عدم ضابطگی ہونا

احمد اباد ایک خوشحال شہر ہے یہاں 60 ٹیکسٹائیل ملوں کی پیداوار پر مبنی دولت ہے ان ملوں میں 150.000 ورکرس کی لیبر فورس ہے یہاں ان ورکرس نے سو سال کے عرصے کے دوران آمدنی کا ایک خاص درجہ حاصل کر لیا تھا۔ ان کا جاب رواں اجرتوں کے ساتھ محفوظ تھا۔ ان کی صحت اور بڑھاپے کے تحفظ کے لئے سماجی تحفظ اسکیموں کے ذریعہ احاطہ کیا جاتا تھا۔ ان کی ایک مضبوط ٹریڈ یونین ہوا کرتی تھی جو نہ صرف ان کی نمائندگی تنازعے کے دوران کرتی تھی بلکہ ورکرس اور ان کی فیملیوں کی فلاح و بہبود کے لیے سرگرمیاں انجام دیتی تھی 1980 کے دہے کی ابتداء میں پورے ملک میں ٹیکسٹائل کی ملیں بند ہونی شروع ہوگئیں کچھ مقامات جیسے ممبئی میں ملیں تیزی سے بند ہوئیں۔ احمد اباد میں بند ہونے کا عمل طویل ہوا اس میں 10 سال کی مدت لگ گئی۔ اس مدت کے دوران تقریباً 80,000 مستقل ورکرس 50,000 غیر مستقل ورکرس اپنے جاب سے محروم ہو چکے تھے اور وہ غیر رسمی سیکٹر کی طرف جانے پر مجبور ہوئے۔ شہر کو ایک معاشی کساد بازاری (Economics Recession) کا اور عوامی انتشار کا خاص طور پر فرقہ وارانہ فسادات کا سامنا کرنا پڑا۔ ورکرس کا پورا طبقہ مڈل کلاس سے غیر رسمی سیکٹر میں غربت کا شکار ہو گئے۔ بڑے پیمانے پر شراب کی لت پڑی اور خودکشی واقع ہوئیں۔ بچے اسکولوں سے نکال لیے گئے اور کام پر بھیج دیئے گئے۔

ایک گھر میں اقتدار کے توازن میں تبدیلی: ایک بے روزگار مل ورکر لہسن چھیل رہا ہے جب کہ اس کی بیوی کو بیڑی بنانے کا نیا کام ملا۔

ماخذ: رینانا جھاب والا، رتن ایم سدرشن اور جیمول انی (اشاعت، مرکز مرحلے پر غیر رسم معیشت۔ روزگار کی نئی ساخت، راج پبلی کیشن، نئی دہلی 2003 صفحہ 265

جن کے یہاں کوئی اجرتی ورکر نہیں ہوتا، اس میں شامل ہوتے ہیں۔ آپ غور کیجیے کہ یہ کامگاروں / ورکروں کی درجہ بندی کا ایک طریقہ ہے۔ درجہ بندی کے کئی اور طریقے ہو سکتے ہیں۔ کلاس روم میں ممکنہ طریقوں کے بارے میں گفتگو کیجیے۔

وہ لوگ جو رسمی سیکٹر میں کام کر رہے ہیں وہ سماجی تحفظ سے متعلق فوائد سے استفادہ کرتے ہیں۔ وہ غیر رسمی سیکٹر میں کام کرنے والوں کے مقابلے زیادہ کماتے ہیں۔ ترقیاتی منصوبہ بندی میں تصور کیا گیا ہے کہ جوں جوں معیشت کی افزائش ہوتی ہے، زیادہ سے زیادہ ورکر رسمی سیکٹر کے ورکرس بن سکیں گے اور

© NCERT not to be republished

انھیں حل کریں

ان کے سامنے نشان (✓) لگائیں جو کہ غیر رسمی سیکٹر میں ہیں۔

- ایسے ہوٹل میں کام کرنے والا جس میں سات اجرتی کامگار ہیں اور تین فیملی ورکرس ہیں۔
- ایک ایسے اسکول میں ایک پرائیویٹ اسکول ٹیچر جس میں 25 ٹیچر ہیں۔
- ایک پولس کانسٹیبل۔
- سرکاری اسپتال میں نرس۔
- سائیکل رکشہ چلانے والا۔
- کپڑے کی ایسی دوکان کا مالک جس میں نو کامگار ہیں۔
- کسی بس کمپنی کا ڈرائیور جس میں 10 بسیں اور 20 ڈرائیور، کنڈ یکٹر اور دیگر ورکرس ہیں۔
- سول انجینئر جو ایسی تعمیرات کمپنی میں کام کر رہا ہے جس میں 10 ورکرس ہیں۔
- کمپیوٹر آپریٹر جو کہ ریاستی حکومت کے دفتر میں کام کر رہا ہے اور عارضی بنیاد پر ہے۔
- بجلی دفتر میں کلرک۔

غیر رسمی سیکٹر میں مشغول ورکروں کا تناسب گھٹتا جائے گا۔ لیکن ہندوستان میں کیا ہوا ہے؟ درج ذیل چارٹ پر نظر ڈالیں جو رسمی اور غیر رسمی سیکٹروں میں ورک فورس کی تقسیم ظاہر کرتا ہے۔

سیکشن 7.2 میں ہم نے پڑھا کہ ملک میں تقریباً 471 ملین ورکرس ہیں۔ رسمی سیکٹر میں تقریباً 47 ملین ورکرس ہیں۔ کیا آپ ملک میں رسمی سیکٹروں میں روزگار یافتہ لوگوں کے فی صد کا تخمینہ لگا سکتے ہیں؟ صرف 10 فی صد (47x471x100) اس طرح باقی 90 فی صد غیر رسمی سیکٹر میں ہیں۔ 2011-12 میں، جس برس کے لیے جنس پر مبنی رسمی اور غیر رسمی سیکٹروں میں روزگار کا ڈیٹا موجود ہے۔ (گراف 7.4)۔ اس کے مطابق رسمی سیکٹر میں 20 فی صد اور غیر رسمی سیکٹر میں 30 فی صد خواتین ہیں۔

1970 کے عشرے کے آخر سے متعدد ترقی پذیر ممالک بشمول ہندوستان نے غیر رسمی سیکٹر میں کاروباری اداروں اور ورکروں پر توجہ دینے کی شروعات کی تھی کیونکہ غیر رسمی سیکٹر میں روزگار نہیں بڑھ رہا ہے۔ غیر رسمی سیکٹر میں ورکرس اور کاروباری ادارے باضابطہ آمدنی نہیں حاصل کرتے۔ انھیں حکومت سے کوئی تحفظ اور ضابطہ بھی حاصل نہیں ہے۔ ورکرس کو بغیر کسی معاوضے کے برطرف کر دیا جاتا ہے۔ غیر رسمی سیکٹر کے کاروباری اداروں میں جو ٹیکنالوجی استعمال کی جاتی ہے وہ پرانی پڑ چکی ہے یہ کوئی اکاونٹ بھی نہیں رکھتے۔ اس سیکٹر کے ورکرس جھونپڑیوں اور سرکاری یا خالی زمینوں پر ناجائز قبضہ جما کر رہتے ہیں۔ بعد میں بین الاقوامی مزدور تنظیم (ILO) کی کوششوں کے سبب حکومت ہند

© NCERT not to be republished

نے غیر رسمی سیکٹر کے کاروباری اداروں کی جدید کاری اور غیر رسمی ورکرس کے لئے سماجی حفاظتی اقدامات کا اہتمام کیا۔

7.8 بے روزگاری

آپ نے لوگوں کو اخباروں میں نوکریاں تلاش کرتے دیکھا ہوگا۔ کچھ دوستوں اور رشتہ داروں کے ذریعہ نوکری تلاش کرتے ہیں۔ بہت سے شہروں میں آپ لوگوں کو کچھ منتخبہ علاقوں میں کھڑے دیکھ سکتے ہیں جوان لوگوں کو تلاش کرتے ہیں جو ایک دن کے لیے انھیں کام پر لگا سکتے ہیں۔ کچھ لوگ فیکٹریوں اور دفاتر تک جاتے ہیں اور یہ معلوم کرنے کے لیے اپنے بایوڈیٹا دیتے ہیں کہ آیا ان کی فیکٹری یا دفتر میں کوئی جگہ خالی ہے۔ دیہی علاقوں میں بہت سے لوگ کام کی تلاش میں باہر نہیں جاتے اور جب کام نہیں ہوتا تب گھر پر رہتے ہیں کچھ روزگار دفاتر جاتے ہیں اور ان کے ذریعہ اعلان شدہ خالی جگہوں کے لیے اپنے نام لکھواتے ہیں

نیشنل اسٹیٹسٹکل آفس (جسے پہلے نیشنل سیمپل سروے آرگنائزیشن کے نام سے جانا جاتا تھا) بے روزگاری کی توضیح ایسی صورتحال کے طور پر کرتی ہے جس میں وہ سبھی جو کام کی کمی کے سبب کام نہیں کررہے ہیں لیکن روزگار دفاتر، دلالوں، دوستوں یا رشتہ داروں کے ذریعے کام تلاش کرتے ہیں یا متوقع آجروں کو درخواستیں دیتے ہیں یا کام اور معاوضے کی مروجہ شرائط کے تحت کام کے لیے اپنی خواہش یا دستیابی کا اظہار کرتے ہیں۔ کئی قسم کے طریقے ہیں جن کے ذریعہ بے روزگار فرد کی شناخت ہوتی ہے۔ ماہرین معاشیات بے روزگار فرد کی تعریف اس فرد کے طور پر کرتے ہیں جو آدھے دن میں بھی ایک گھنٹے کا روزگار حاصل کرسکتا۔

بے روزگاری پر ڈیٹا کے تین ماخذ دستیاب ہیں: ہندوستان کی مردم شماری کی رپورٹیں، نیشنل اسٹیٹسٹکل آفس کی روزگار اور بے روزگاری کی صورتحال پر رپورٹیں، پیریڈک لیبر فورس سروے کی سالانہ رپورٹوں کے ساتھ ڈائریکٹریٹ جنرل آف ایمپلائمنٹ اینڈ ٹریننگ ڈیٹا آف رجسٹریشن۔ اگرچہ یہ روزگار کے مختلف تخمینے فراہم کرتے ہیں۔ ہمیں بے روزگار لوگوں اور ملک میں موجود مختلف قسم کی بے روزگاری سے متعلق نمایاں باتیں فراہم کرتے ہیں۔

کیا ہماری معیشت میں بے روزگاری کی مختلف قسمیں ہیں؟ اس سیکشن کے پہلے گراف میں بیان کی گئی صورتحال کو کھلی بے روزگاری کہا جاتا ہے۔ ماہرین معاشیات ہندوستان کے

شکل 7.5 بے روزگار مِل مزدور جزوقتی روزگار کے لئے انتظار کرتے ہوئے۔

not to be republished © NCERT

عرصے کے لیے وہیں رکتے ہیں لیکن جیسے ہی بارش کا موسم شروع ہوتا ہے وہ اپنے آبائی گاؤں واپس آجاتے ہیں۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ زراعت میں کام موسمی ہوتا ہے۔ سال میں بارہ مہینوں کے لیے گاؤں میں روزگار کے مواقع نہیں ہیں۔ جب کھیتوں میں کوئی کام نہیں تب مرد شہری علاقوں میں جاتے ہیں اور کام تلاش کرتے ہیں۔ بے روزگاری کی اس قسم کو موسمی بے روزگاری کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ہندوستان میں رائج بے روزگاری کی یہ ایک عام شکل ہے۔

حالانکہ ہم نے روزگار کی نمو میں سست روی دیکھی ہے، لیکن کیا آپ نے ایک کافی طویل عرصے تک لوگوں کو بے روزگار رہتے ہوئے دیکھا ہے؟ ماہرین کہتے ہیں کہ ہندوستان میں لوگ بہت لمبے عرصے تک پوری طرح بے روزگار نہیں رہ سکتے اس کی وجہ ان کے انتہائی خراب معاشی حالات ہیں جو انھیں ایسا کرنے نہیں دیں گے۔ کسی قدر آپ پائیں گے کہ انھیں ایسے کام کو قبول کرنے لیے مجبور ہونا پڑتا ہے جسے کرنے کے لیے کوئی اور تیار نہ ہوگا۔ اور جو کام ناگوار یا گندہ یا غیر صحتمندانہ ماحول میں خطرناک ہی کیوں نہ ہو۔ حکومت نے کم سے کم تحفظ اور اطمینان بخش کام کو یقینی بناتے ہوئے قابل قبول روزگار کی تخلیق کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ ان کے بارے میں اگلے سیکشن میں بات کی جائیگی۔

شکل **7.6** گنا کاٹنے والے، کاشتکاری کاموں میں چھپی بے روزگاری ایک عام بات ہے۔

کھیتوں میں پھیلی بے روزگاری کو چھپی یا پوشیدہ بے روزگاری (Disguised employment) کہتے ہیں۔ چھپی بے روزگاری کیا ہے؟ فرض کیجئے کہ کسی کے پاس چار ایکڑ زمین ہے اور اسے حقیقت میں اپنے ساتھ صرف دو ورکرس کی ضرورت ہے جو سال کے دوران اس کے کھیت پر خود مختلف کاموں کو انجام دے سکتے ہیں لیکن اگر وہ پانچ لوگوں اور اپنے کنبے کے لوگوں جیسے اپنی بیوی اور بچوں کو لگاتا ہے، تو اس صورتحال کو چھپی بے روزگاری کہا جائے گا۔ 1950 کے دہے کے آخر میں ایک مطالعہ کا اہتمام کیا گیا جس سے پتہ چلا کہ ہندوستان میں زرعی ورکروں کا تقریباً ایک تہائی حصہ پوشیدہ بے روزگار رہے۔

آپ نے غور کیا ہوگا کہ بہت سے لوگ کسی شہری علاقے کی طرف ہجرت کرتے ہیں اور وہاں نوکری کر لیتے ہیں اور کچھ

© NCERT not to be republished

7.9 حکومت اور روزگار کی تخلیق

حال ہی میں حکومت نے پارلیمنٹ میں ایک ایکٹ پاس کیا ہے جسے مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار ضمانت ایکٹ 2005 کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس کے تحت 100 دنوں کی اجرتی روزگار کی ضمانت دیہی گھروں کے ان سبھی بالغ ممبران کے لیے کیا گیا ہے جو رضا کارانہ طور پر غیر ہنرمندانہ جسمانی کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خاندان جو خط غریبی کے نیچے رہ رہے ہیں ان سب کا احاطہ اسکیم کے تحت کیا جائیگا۔ یہ اسکیم ان بہت سے اقدامات میں سے ایک ہے جو حکومت نے ان لوگوں کے لیے روزگار کی تخلیق کے لیے اٹھائے ہیں جو دیہی علاقوں میں کام کے ضرورتمند ہیں۔

آزادی کے وقت سے مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے روزگار کی تخلیق میں یا روزگار کے لیے مواقع پیدا کرنے میں اہم کردار نبھایا ہے۔ ان کی کوششوں کو موٹے طور پر بلا واسطہ اور بالواسطہ دو زمروں میں رکھا جاسکتا ہے پہلے زمرے میں جیسا کہ آپ نے سابقہ سیکشن میں دیکھا ہے، حکومت انتظامی مقاصد کے لیے مختلف محکموں میں لوگوں کو ملازم رکھتی ہے۔ وہ صنعتیں، ہوٹل اور ٹرانسپورٹ کمپنیاں بھی چلاتی ہیں اور لہذا براہ راست ورکرس کو روزگار فراہم کرتی ہیں۔ جب حکومت کے کاروباری اداروں میں اشیاء اور خدمات کی پیداوار بڑھتی ہے تب پرائیوٹ کاروباری ادارے جو حکومتی کاروباری اداروں کو مال فراہم کرتے ہیں وہ بھی اپنے ماحصل بڑھائیں گے اور معیشت میں روزگار کے مواقع کی تعداد بھی بڑھے گی۔ مثال کے لیے جب حکومت کی کوئی اسٹیل کمپنی اپنی پیداوار بڑھاتی ہے تب اس کا نتیجہ اس سرکاری کمپنی میں روزگار میں سیدھے اضافے کی شکل میں برآمد ہوگا۔ ساتھ ہی ساتھ نجی کمپنیاں جو حکومت کی اسٹیل کمپنی کو درآمد یئے فراہم کرتی ہیں اور اس سے اسٹیل (فولاد) خریدتی ہیں وہ بھی اپنی پیداوار بڑھائیں گی اور اس طرح روزگار بھی بڑھے گا۔ یہ معیشت میں روزگار کے مواقع کی بالواسطہ تخلیق ہے۔

شکل **7.7** بند کا تعمیراتی کام جو حکومت کے ذریعہ راست روزگار کی تخلیق کا ایک ذریعہ ہے۔

باب چار میں آپ نے غور کیا ہوگا کہ حکومت کے نافذ کردہ بہت سے پروگرام، جن کا مقصد انسداد غربت ہوتا ہے، وہ روزگار تخلیق کے ذریعہ بروئے کار لائے جاتے ہیں۔ انھیں روزگار کی تخلیق کے پروگراموں کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ ان سبھی پروگراموں کا ہدف نہ صرف روزگار فراہم کرنا ہے بلکہ یہ بنیادی صحت، ابتدائی تعلیم، دیہی رہائش، دیہی پینے کا پانی، تغذیہ، لوگوں کی آمدنی اور روزگار تخلیق کرنے والے اثاثوں کی خرید، اجرتی روزگار کی تخلیق کے ذریعہ کمیونیٹی اثاثوں کی ترقی، گھروں کی تعمیر اور صفائی، گھروں کی تعمیر کے لیے مدد، دیہی سڑکیں تعمیر کرنے اور بنجر زمینوں کی بہتری کی خدمات بھی فراہم کرتے ہیں۔

7.10 اختتام

ہندوستان میں افرادی قوت کی ساخت میں تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ نئے ابھرتے کام اور ملازمتیں زیادہ تر خدمات سیکٹر میں پائے جاتے ہیں۔ خدماتی سیکٹر کا پھیلاؤ اور اعلیٰ ٹکنالوجی کی آمد کے سبب اب عموماً کارگزار چھوٹے پیمانے کے اور اکثر انفرادی کاروباری اداروں یا ماہر کامگاروں کے لیے بین الاقوامی کمپنیوں کے ساتھ دوش بدوش انتہائی مسابقتی صورت حال کا سامنا کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ کام کی آؤٹ سورسنگ (باہر والوں سے کام کا معاہدہ) ایک عام سا عمل بنتا جارہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بڑی فرم اگر یہ سمجھتی ہے کہ اس کے لیے یہ منافع بخش ہے تو کچھ خصوصی شعبوں کو بند کردیتی ہے، (مثال کے لیے قانونی یا کمپیوٹر پروگرامنگ یا صارف خدمات سیکشن، اور بڑی تعداد میں چھوٹے چھوٹے کام بہت چھوٹے کاروباری اداروں یا ماہر افراد کو ٹکڑوں میں سونپ دیتی ہیں، کبھی کبھی یہ دوسرے ملکوں میں واقع ہوتے ہیں نتیجتاً جدید فیکٹری یا دفتر کا روایتی تصور اس طرح بدل دیا ہے کہ بہت سے لوگوں کے لیے گھر کام کی جگہ بنتا جارہا ہے۔ یہ سبھی تبدیلیاں انفرادی کامگار کے حق میں نہیں ہیں۔ روزگار کی نوعیت کامگاروں کے لیے سماجی تحفظ کے اقدامات کی محض محدود دستیابی کے ساتھ زیادہ غیر رسمی بن گئی ہے۔ مزید برآں، پچھلے کچھ دہوں میں مجموعی گھریلو پیداوار میں تیز نمو ہوئی ہے لیکن روزگار کے مواقع میں ہمہ وقت اضافے کے بغیر اس سے حکومت کو مجبور ہونا پڑا ہے کہ وہ روزگار کے مواقع خاص طور پر دیہی علاقوں میں تخلیق کرنے کے اقدامات کرے۔

خلاصہ

- سبھی کامگار مختلف معاشی سرگرمیوں میں مشغول ہیں اس بنا پر وہ قومی پیداوار میں اشتراک کرتے ہیں۔
- ملک میں کل آبادی کا تقریباً 2/5 حصہ مختلف معاشی سرگرمیوں میں مشغول ہے۔
- مرد، اور بالخصوص دیہاتی مرد ہندوستان میں افرادی قوت کے ایک بڑے حصے کی تشکیل کرتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

- ہندوستان میں ورکرس کی اکثریت خود روزگار میں مصروف ہے۔ جز وقتی اجرتی مزدور اور باضابطہ تنخواہ یافتہ ملازمین مجموعی طور پر ہندوستان کی افرادی قوت کے آدھے سے کم کے تناسب میں ہیں۔
- ہندوستان کی ورک فورس کا تقریباً 3/5 حصہ زراعت اور دیگر معاون سرگرمیوں پر ذریعہ معاش کے اہم وسائل کے طور پر انحصار کرتا ہے۔
- حالیہ سالوں میں روزگار کی نمو کی رفتار کم ہوئی ہے۔
- اصلاحات کے بعد ہندوستان خدماتی سیکٹر میں روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نئے کام زیادہ تر غیر رسمی شعبوں میں پائے جاتے ہیں اور کام کی نوعیت اکثر جز وقتی ہوتی ہے۔
- حکومت ملک میں رسمی سیکٹر کی سب سے بڑی آجر ہے۔
- روزگار حاصل کرنے کے لیے مہارتیں حاصل کرنا اور تربیت پانا اہم ہے۔
- چھپی بے روزگاری دیہی علاقوں میں بے روزگاری کی ایک عام شکل ہے۔
- ہندوستان میں افرادی قوت کی ساخت میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔
- مختلف اسکیموں اور پالیسیوں کے ذریعہ حکومت راست یا بالواسطہ روزگار کی تخلیق کے اقدامات کرتی ہے۔

مشقیں

1. ورکر کون ہے؟
2. کامگار–آبادی کے تناسب (Ratio) کی تعریف کیجیے۔
3. کیا درج ذیل کامگار ہیں؟ بھکاری، چور، اسمگلر، جواری اور اگر ہیں تو کیوں؟
4. درج ذیل میں منفرد شخصیت دریافت کیجیے۔ (i) سیلون کا مالک (ii) موچی (iii) مدر ڈیری یا آپ کے علاقے کی دودھ کوآپریٹو سوسائٹی میں خزانچی (iv) ٹیوشن ماسٹر (v) ٹرانسپورٹ آپریٹر تعمیراتی مزدور۔

© NCERT not to be republished

5. نئی ابھرتی ملازمتیں زیادہ تر کس سیکٹر میں پائی جاتی ہیں (خدماتی/ مینوفیکچرنگ)

6. چار اُجرتی ملازموں والے کسی ادارے کو کس طور پر جانا جاتا ہے (رسمی ادارہ/غیر رسمی سیکٹر ادارہ)

7. راج اسکول جارہا ہے۔ جب وہ اسکول میں نہ ہو تب آپ اسے کھیت میں کام کرتے ہوئے پائیں گے۔ کیا آپ اسے ورکر سمجھ سکتے ہیں؟ کیوں؟

8. شہری عورتوں کے مقابلے دیہی عورتیں زیادہ کام کرتی پائی جاتی ہیں۔ کیوں؟

9. مینا ایک گھریلو عورت (خاتون خانہ) ہے۔ گھر کے کاموں کی دیکھ بھال کے علاوہ وہ ایک کپڑے کی دوکان میں کام کرتی ہے جس کا مالک اس کا شوہر ہے اور وہی اسے چلاتا ہے۔ کیا آپ مینا کو کامگار سمجھ سکتے ہیں؟ کیوں؟

10. درج ذیل میں متفرق شخص دریافت کیجئے (i) رکشہ چلانے والا جو رکشہ مالک کے تحت کام کرتا ہے (ii) راج مستری (iii) میکنک کی دوکان میں کام کرنے والا (iv) جوتے پر پالش کرنے والا لڑکا

11. درج ذیل جدول سال 73-1972 کے لیے ہندوستان میں ورک فورس کی تقسیم دکھاتا ہے۔ اس کا تجزیہ کریں اور ورک فورس کی تقسیم کی نوعیت کے لیے اسباب بتائیں۔ آپ غور کریں گے کہ یہ ڈیٹا ہندوستان میں 50 سال پہلے کی صورتحال پر مشتمل ہے۔

رہائش کا مقام	ورک فورس (ملین میں)		
	مرد	عورتیں	کل
دیہی	125	69	195
شہری	32	7	39

12. درج ذیل جدول 2000-1999 میں ہندوستان کے لیے آبادی اور ورکر آبادی کا تناسب دکھاتا ہے۔ کیا آپ ہندوستان کے لیے (شہری اور کل) ورک فورس تخمینہ لگا سکتے ہیں؟

خطہ	آبادی کا تخمینہ (کروڑوں میں)	ورکر آبادی نسبت	ورکر کا تخمینہ (کروڑوں میں)
دیہی	71.88	41.9	$\frac{71.88}{100} \times 41.9 = 30.12$
شہری	28.52	33.7	?
کل	100.40	39.9	?

13. باضابطہ تنخواہ یافتہ ملازمین دیہی علاقوں کے مقابلے شہری علاقوں میں کیوں زیادہ ہیں؟

14. باضابطہ تنخواہ یافتہ روزگار میں عورتیں کیوں کم تعداد میں پائی جاتی ہیں؟

© NCERT not to be republished

15. ہندوستان میں ورک فورس کی حلقہ جاتی تقسیم میں حالیہ رجحانات کا تجزیہ کیجیے۔

16. 1970 کے دہائی میں کے مقابلے مختلف صنعتوں میں ورک فورس کی تقسیم میں شاید ہی کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ تبصرہ کیجیے۔

17. کیا آپ کے خیال میں 2010–1950 کے دوران ملک میں روزگار کی تخلیق ہندوستان میں مجموعی گھریلو پیداوار (GDP) کی نمو کے ساتھ حسب حال یا مناسبت سے ہوئی ہے؟ کس طرح؟

18. کیا غیر رسمی سیکٹر کے بجائے رسمی سیکٹر میں روزگار کی تخلیق ضروری ہے؟ کیوں؟

19. وکٹر دن میں صرف دو گھنٹے کے لیے کام حاصل کرنے کا اہل ہے، باقی دن کے لیے وہ کام تلاش کر رہا ہے۔ کیا وہ بے روزگار ہے؟ کیوں؟ وکٹر جیسے افراد کس طرح کے کام انجام دے رہے ہیں؟

20. آپ ایک گاؤں میں رہ رہے ہیں۔ اگر آپ سے گاؤں کی پنچایت کو صلاح دینے کے لیے کہا جائے، تو آپ گاؤں کی بہتری کے لیے کس طرح کی سرگرمیوں کی تجویز دیں گے، جن سے روزگار کی تخلیق بھی ہو سکے۔

21. جز وقتی اجرتی مزدور کون ہے؟

22. آپ کس طرح جانیں گے کہ ایک کامگار غیر رسمی سیکٹر میں کام کر رہا ہے؟

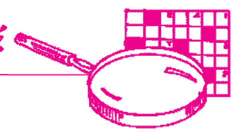

مجوزہ اضافی سرگرمیاں

1. کسی ایک خطے کا انتخاب کیجیے اور اسے 4-3 ذیلی خطوں میں تقسیم کیجیے۔ ایک سروے کا اہتمام کیجیے جس کے ذریعہ آپ ہر فرد کی سرگرمی کی جو اس میں شامل ہے تفصیلات جمع کر سکتے ہیں۔ سبھی ذیلی خطوں کے کامگار اور آبادی نسبت اخذ کیجیے۔ مختلف ذیلی خطوں کے لیے ورکر اور آبادی کی نسبت میں پائے جانے والے فرق کے لیے نتائج کی توضیح کیجیے۔

2. فرض کیجیے طلباء کے تین سے چار گروپوں کو کسی ریاست کے مختلف خطے دیے گئے ہیں۔ ایک خطہ بالخصوص دھان کی کاشتکاری میں لگا ہوا ہے۔ دوسرے خطے میں ناریل اہم شجر کاری ہے۔ تیسرا خطہ ساحلی خطہ ہے جہاں ماہی گیری خاص سرگرمی ہے۔ چوتھے خطے میں قریب ہی ندی ہے جہاں مویشی پالنے سے متعلق کافی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ سبھی چار گروپوں سے کہیے کہ ایک رپورٹ تیار کریں کہ چاروں خطوں میں کس طرح کے روزگار کی تخلیق کی جا سکتی ہے۔

© NCERT not to be republished

3. ایک مقامی لائبریری جائیں اور وہاں پچھلے دو مہینے کا روزگار سماچار (employment news) طلب کریں جو کہ ہر ہفتے دارالحکومت ہند کے ذریعہ شائع کیا جاتا ہے۔ یہ سات اشاعتیں ہونگی۔ 25 اشتہار منتخب کریں اور درج ذیل جدول کو پُر کریں (اگر ضروری ہو تو جدول کی توسیع کریں) کلاس روم میں کاموں کی نوعیت کے بارے میں بحث کریں۔

مدیں	اشتہار 1	اشتہار 2
1. دفتر کا نام 2. محکمہ / کمپنی 3. پرائیوٹ / پبلک / مشترکہ کاروباری 4. عہدے کا نام 5. سیکٹر۔(ابتدائی/ ثانوی/ خدماتی مہم جوئی (venture) 6. عہدوں / اسامیوں کی تعداد 7. مطلوبہ اہلیت		

4. آپ نے غور کیا ہوگا کہ آپ کے علاقے میں حکومت کے ذریعہ مختلف قسم کے کام کیے جاتے ہیں مثال کے لیے سڑکیں بنانا، اسکولی عمارتوں کی تعمیر، اسپتالوں اور دیگر حکومتی دفتروں کی تعمیر، تالابوں سے مٹی نکالنا، بند باندھنے اور غریبوں کے لیے گھر کی تعمیر وغیرہ ان میں سے کسی ایک سرگرمی پر تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے رپورٹ تیار کیجئے۔ ان مسائل میں درج ذیل امور کا احاطہ کیا جاسکتا ہے (i) کام کی شناخت کی گئی تھی (ii) منظور شدہ رقم (iii) مقامی لوگوں کا اشتراک، اگر ہے (iv) اس میں شامل افراد کی تعداد۔ مرد اور عورتیں دونوں (v) ادا شدہ اجرتیں (vi) کیا اس علاقے میں اس کی واقعی ضرورت تھی اور اسکیم جس کے تحت کام کو انجام دیا جارہا ہے اس کے نفاذ پر تنقیدی تبصرہ کریں۔

5. حالیہ سالوں میں آپ غور کر سکتے ہیں کہ بہت سی رضا کار تنظیمیں بھی پہاڑی اور خشک علاقوں میں روزگار تخلیق کرنے کے قدم اٹھاتی آرہی ہیں۔ اگر آپ اپنے علاقے میں ایسے اقدامات دریافت کرتے ہیں تو وہاں جائیں اور ایک رپورٹ تیار کریں۔

© NCERT not to be republished

حوالہ جات

چڈھا، جی۔ کے۔ اور پی۔ پی۔ ساہو، 2002۔ پوسٹ ریفارم سٹ بیکس ان رورل امپلائمنٹ ایشوز ڈیٹ نیڈ فردرسکروٹی:
ایکونا مک اینڈ پولیٹکل ویکلی، مئی 25 صفحہ 1998 تا 2021۔

ڈیسائی، ایس اینڈ ایم۔ بی ڈاس 2004: اِز امپلائمنٹ ڈرائیونگ انڈیا گروتھ، سرچ: ایکونا مک اینڈ پولیٹکل ویکلی، جولائی
3 صفحہ 3045 تا 3051۔

گھوس اجیت کے 1999۔ کرنٹ ایشوز آف امپلائمنٹ پالیسی ان انڈیا۔ ایکونامکس اینڈ پولیٹکل ویکلی، ستمبر 4 صفحہ 259 تا
2608۔

ہیروے، اندرا 2002 امپلائمنٹ اینڈ ان امپلائمنٹ سچویشن ان 1990۔ ہاؤ گڈ آر NSS ڈیٹا۔ ا۔ یکونا مک اینڈ پولیٹکل
ویکلی، مئی 25 صفحہ 2027 تا 2036۔

جیکب پال 1986۔ کنسپٹ آف ورک، اینڈ اسٹیمیٹ آف ورک فورس غیر تسویق شدہ پیداوار سے متعلق سرگرمیوں کے برتنے
کا ایک جائزہ سرویکشن، جلد IX صفحہ نمبر 6، اپریل۔

کل شریسٹھا اے۔ سی۔ گلاب سنگھ، آلوک کار اور آر۔ ایل۔ مشرا 2000، ورک فورس ان دی انڈین نیشنل اکاونٹس اسٹیٹ بکس،
دی جرنل آف انکم اینڈ ویلتھ، جلد 22 نمبر 2، جولائی صفحہ 3035۔

پردھان، بی۔ کے۔ اور ایم۔ آر سالوجا، 1996، لیبر اسٹیٹ بکس ان انڈیا:
ایک جائزہ، مارمن۔ جولائی رستمبر جلد 28 نمبر 4 صفحہ 319 تا 345۔

رتھ نل کنٹھ، 2001، ڈیٹا آن امپلائمنٹ، ان امپلائمنٹ اینڈ ایجوکیشن۔ وہیر ٹو گو فرام ہیر؟ ایکونا مک اینڈ پولیٹکل ویکلی،
جون 9 صفحہ 2081 تا 2082۔

سندرم، کے۔ 2001، امپلائمنٹ۔ ان امپلائمنٹ سچویشن ان دی نائینٹیز: سم رزلٹس فرام این ایس ایس 55 واں راؤنڈ
سروے؛ ایکونا مک اینڈ پولیٹکل ویکلی، مارچ 17 صفحہ 931 تا 960۔

سندرم کے 2001: امپلائمنٹ اینڈ پاورٹی ان 1990 :NSS 55 ویں روزگار غیر روزگار سروے سے حاصل مزید نتائج
1999-2000۔ ایکونا مک اینڈ پولیٹکل ویکلی، اگست/1 صفحہ 3039 تا 3049۔

© NCERT not to be republished

ویسا ریہ پروین 1996، اسٹرکچر آف دی انڈین ورک فورس 1961 تا1994، دی انڈین جرنل آف لیبر اکونامکس، جلد 39 نمبر4 صفحہ 725 تا 740۔

حکومتی رپورٹیں

سالانہ رپورٹیں، وزارت محنت، حکومت ہند، دہلی، ہندوستان 2001 میں مردم شماری، ابتدائی مردم شماری خلاصہ، مردم شماری عملیات کے رجسٹرار جنرل، وزارت داخلہ، حکومت ہند، دہلی، اکونامک سروے، وزارت مالیات، حکومت ہند، ہندوستان میں روزگار اور بے روزگاری کی صورتحال، وزارت شماریات اور منصوبہ بندی، حکومت ہند۔

پیریڈک لیبر فورس سروے کی سالانہ رپورٹیں 18-2017، نیشنل اسٹیٹسٹیکل آفس، منسٹری آف اسٹیٹسٹکس اینڈ پروگرام امپلمنٹیشن، حکومت ہند، نئی دہلی۔

ویب سائٹ

www.censusofindia.nic.in
www.mspi.nic.in

© NCERT not to be republished